اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی /آٹھواں اجلاس (ساتویں نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز سوموار مورخہ 28/اکتوبر 2024ء بمطابق ۲۴/ربیع الثانی ۱۴۴۶ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	نومنتخب رکن اسمبلی جناب اشوک کمار کی حلف برداری۔	04
3	رخصت کی درخواستیں۔	15
4	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	15
5	قرارداد نمبر26۔	18
6	قرارداد نمبر10۔	21
7	قرارداد نمبر11۔	23
8	گورنر بلوچستان کا حکم نامہ۔	24

جلد08 ☆☆☆ شمارہ07

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔کیپٹن (ریٹائرڈ) جناب عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز سوموار مورخہ 28 اکتوبر 2024ء بمطابق ۲۴ ربیع الثانی ۱۴۴۶ھ۔

بوقت سہ پہر 03 بجکر 55 منٹ پر زیر صدارت کیپٹن (ریٹائرڈ) جناب عبدالخالق خان اچکزئی، اسپیکر، بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَهَا ط لَهَا مَا كَسَبَتۡ وَعَلَيۡهَا مَا اكۡتَسَبَتۡ ط رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذۡنَاۤ اِنۡ نَّسِيۡنَاۤ اَوۡ اَخۡطَاۡنَا ج رَبَّنَا وَلَا تَحۡمِلۡ عَلَيۡنَاۤ اِصۡرًا كَمَا حَمَلۡتَهٗ عَلَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِنَا ج رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلۡنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ج وَاعۡفُ عَنَّا وقفة وَاغۡفِرۡ لَنَا وقفة وَارۡحَمۡنَا وقفة اَنۡتَ مَوۡلٰٮنَا فَانۡصُرۡنَا عَلَى الۡقَوۡمِ الۡكٰفِرِيۡنَ ۲۸۶ ع

﴿پارہ نمبر۳ سورة البقرة آیت نمبر۲۸۶﴾

ترجمہ: اللہ تکلیف نہیں دیتا کسی کو مگر جس قدر اُس کی گنجائش ہے اُسی کو ملتا ہے جو اُس نے کمایا اور اُسی پر پڑتا ہے جو اس نے کیا اے رب ہمارے نہ پکڑ ہم کو اگر ہم بھولیں یا چوکیں اے رب ہمارے اور نہ رکھ ہم پر بوجھ بھاری جیسا رکھا تھا ہم سے اگلے لوگوں پر اے رب ہمارے اور نہ اُٹھوا ہم سے وہ بوجھ کہ جس کی ہم کو طاقت نہیں اور درگزر کر ہم سے اور بخش ہم کو اور رحم کر ہم پر تُو ہی ہمارا رب ہے مدد کر ہماری کافروں پر۔

صدق اللہ العظیم۔

جناب اسپیکر: جَزَاکَ اللّٰہ۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُم وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ ۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔

سب سے پہلے مَیں اقلیت کی خالی نشست پر اشوک کمار کو بلوچستان اسمبلی کا رکن منتخب ہونے پر اپنے اور تمام ایوان کی جانب سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔اور بلوچستان اسمبلی کے ایوان میں خوش آمدید کہتا ہوں۔اب جناب اشوک کمار، رکن، بلوچستان صوبائی اسمبلی سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ اپنی نشست پر کھڑے ہو جائیں اور آئین کے آرٹیکل 65 جسے آرٹیکل 127 کے ساتھ پڑھا جائے کے تحت اپنی رکنیت کا حلف اٹھائیں۔حلف نامہ آپ کے سامنے میز پر رکھ دیا گیا ہے۔طریقہ کار کے مطابق میں حلف پڑھوں گا۔اور آپ میری تقلید کریں گے۔

(اس مرحلہ میں درج ذیل حلف نامہ جناب اسپیکر صاحب نے پڑھا اور اُسکی تقلید جناب اشوک کمار نے کی)

حلف نامہ: میں اشوک کمار صدق دل سے حلف اٹھاتا ہوں کہ میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا کہ بحیثیت رکن صوبائی اسمبلی بلوچستان میں اپنے فرائض و کارہائے منصبی ایمانداری، اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور اور قانون کے اور اسمبلی کے قواعد کے مطابق اور ہمیشہ پاکستان کی خودمختاری، سالمیت، استحکام، یکجہتی اور خوشحالی کے خاطر انجام دوں گا کہ میں اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کے لیے کوشاں رہوں گا۔جو قیام پاکستان کی بنیاد ہے۔اور یہ کہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کو برقرار رکھوں گا اور اس کا تحفظ اور دفاع کروں گا۔اللہ تعالیٰ میری مدد اور رہنمائی فرمائے۔آمین۔

جناب اشوک کمار: thank you sir

جناب اسپیکر: بہت بہت مبارک ہو آپ کو۔

جناب اشوک کمار: خیر مبارک ہو۔

میر اسداللہ بلوچ: جناب اسپیکر! میرا توجہ دلاؤ نوٹس تھا۔

جناب اسپیکر: جی جی۔just a minute مجھے تھوڑی سی کارروائی مکمل کرنے دیں۔

میر اسداللہ بلوچ: ٹھیک ہے۔

جناب اسپیکر: مَیں ایک مرتبہ پھر جناب اشوک کمار کو باقاعدہ طور پر بلوچستان اسمبلی کا رکن منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔وقفہ سوالات۔میر زابد علی ریکی صاحب۔

میر رحمت علی صالح بلوچ: سر! ہمارے لوگ اسمبلی گیٹ پر سراپا احتجاج ہیں۔اِن کا مطالبہ یہ ہے جناب اسپیکر! جو کہ میں کہتا ہوں کہ رخشان ڈویژن، مکران ڈویژن، قلات ڈویژن اور بلوچستان کے دیگر اضلاع کے ساتھ ایک ظلم اور زیادتی کی ہے میں نے دو دن پہلے فلور پر بات کی تھی۔آج بھی میں بھرپور مطالبہ کرتا ہوں کہ جو بارڈر کی بندش ہے، ہفتے میں تین

دن، اِس کو واپس لیا جائے۔ چالیس لاکھ لوگ بیروزگار ہو گئے ہیں جناب اسپیکر! اور یہ ایک انسان کُش پالیسی اور یہ ایک انسان کُش فیصلہ ہے۔ اس کی ہم بھرپور مذمت کرتے ہیں۔ ہم بھرپور احتجاج کرتے ہیں۔ بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ہم کارروائی کا حصہ بھی نہیں بنیں گے۔ کیونکہ حکومت کی طرف سے ہمیں کوئی خاطر خواہ ایسی کوئی یقین دہانی نہیں کرائی جارہی ہے نہ ہماری بات کو اہمیت دی جارہی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ پالیسیاں عوام دشمن ہیں، اب بلوچستان کے عوام کے ساتھ جنگ لڑنا یا اس کو معاشی حوالے سے تباہ کرنا یہ کہاں کا انصاف ہے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ لوگوں میں پہلے ایک غیر یقینی کیفیت ہے کہ ہم اس ملک کے برابر کے شہری نہیں ہیں۔ آج لوگوں کے دلوں میں یہ غیر یقینی کیفیت بڑھتی جارہی ہے، ایک گیپ، ایک خلیج پیدا ہورہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان ایریاز میں کوئی ذرائع معاش نہیں ہے کوئی ایسا alternate بندوبست نہیں ہے کہ جو جا کر روزگار کریں۔ بلکہ سیدھا سیدھا عام طبقے کو کرائم کی جانب دھکیلنے کے مترادف ہے جن کو ڈیزل کی بندش یا کاروبار پر پابندی یا بارڈر کی بندش، یہ ہمارے لوگوں کے لیے زندگی گزارنا مشکل ہے۔ جناب اسپیکر! باقی دوست بات کریں۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: one by one جو بھی بولنا چاہیں۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر! کچھ دن پہلے ہم لوگوں نے احتجاج ریکارڈ کیا تھا یہاں بیٹھے تھے۔

جناب اسپیکر: جی جی مجھے پتہ چلا ہے۔

میر زابد علی ریکی: ہم نے سر! سلیم صاحب اور برکت۔ برکت اور ظہور صاحب دونوں کا تعلق تربت سے ہے۔ یہ بارڈر جناب اسپیکر صاحب! پورا، مَیں نہیں کہتا ہوں کہ ساتھ، پورا بلوچستان اِس سے وابستہ ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! بات یہ ہے یہ جو فیصلہ وفاق نے کیا ہوا ہے خدارا یہ فیصلہ واپس کیا جائے اور بلوچستان میں جناب اسپیکر صاحب! یہ سمگلنگ نہیں ہے یہ ٹریڈ ہے یہ کاروبار ہے۔ عوام چاہے وہ چمن کے ہوں چاہے وہ نوشکی کے ہوں چاہے وہ آپ کا چاغی، پنجگور، جو یہ افغانستان اور ایران سے جو بارڈر منسلک ہیں جناب اسپیکر صاحب! گورنمنٹ اِس میں دلچسپی لے لے۔ وفاق سے کہیں کہ یہ جو فیصلہ اُس نے کیا ہوا ہے یہ فیصلہ اپنا واپس لے۔ جناب اسپیکر صاحب! ہمارے جتنے بلوچستان کے کاروباری ہیں وہ آئے ہیں یہاں اسمبلی گیٹ کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر: جناب زابد علی ریکی کے بعد اور کوئی اِس پر بولنا چاہے گا؟

میر اسد اللہ بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! آپ ہمیں بھی سنیں اسی سے متعلق مَیں بات کرنا چاہتا ہوں۔ دنیا میں جہاں کہیں بارڈرز ہیں۔

جناب اسپیکر: اچھا! اِس طرح کرتے ہیں ایک منٹ اسد بھائی! سنیں ناں۔

میر اسد اللہ بلوچ: مجھے آپ ایک منٹ سنیں۔

جناب اسپیکر: سنیں ناں۔ آپ لوگ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف رکھیں اور جو اس سے متعلق بولنا چاہتے ہیں وہ اپنے اپنے خیالات کا اظہار کریں اور accordingly آپ کے سارے points note کرکے ہم آپ کو پھر آگے کا لائحہ عمل بتائیں گے کہ ہم لوگوں نے کیا کرنا ہے۔

میر اسد اللہ بلوچ: تو باقیوں نے بات کی اور مَیں بھی اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ اور احتجاج کرکے یہاں سے باہر نکل جاؤں گا۔

جناب اسپیکر: نہیں احتجاج تو ٹھیک ہے احتجاج آپ کا ریکارڈ ہو رہا ہے۔ آپ کھڑے رہیں گے۔ سنیں میرے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ کا احتجاج آن ریکارڈ ہے۔ آپ اپنی اپنی نشستوں پر تشریف رکھیں، جنہوں نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کرنا تھا وہ کرلیا ہے باقی نمائندوں کو بولنے دیں۔ پھر end پر جا کرکے ہم آپ کو بتائیں گے کہ ہم نے کیا کرنا ہے کیا نہیں کرنا ہے۔ تشریف رکھیں پلیز۔ جی اسد بھائی! آپ بولیں۔

میر اسد اللہ بلوچ: جناب اسپیکر صاحب! thank you. ہم اِس ملک میں رہتے ہیں، ریاست کا ایک قانون ہے ریاست کا اصول ہے۔ پچیس کروڑ کی آبادی ہے، اس آبادی میں بلوچستان کے دو کروڑ لوگ زندگی گزار رہے ہیں۔ جہاں تک بارڈر کا تعلق ہے پوری دنیا میں بارڈر ہیں۔ کہیں بھی ایسا نہیں ہے کہ دنیا میں one belt پر چل رہے ہیں ہر جگہ بارڈرز اپنی اپنی جگہوں پر موجود ہیں۔ لیکن بلوچستان میں ہمارے لئے اہم نکتہ یہ ہے کہ لوگ ہزاروں سالوں سے اِسی بارڈر پر گزارا کر رہے ہیں۔ اِن بارڈرز، یہ بارڈرز جناب! اُس وقت بھی تھے ہمارا ذریعہ معاش چاہے افغانستان کا بارڈر ہو چاہے ایران کا بارڈر ہو، ہزاروں سال پہلے جس وقت پارٹیشن سے پہلے بارڈرز موجود تھے۔ یہ بارڈرز پشتون اور بلوچ اِس بارڈر سے اِنکا ذریعہ معاش تھا آس پاس جتنے بھی لوگ رہتے تھے افغانستان کے یا پاکستان سائیڈ پر یہ لوگ آپس میں رشتہ دار ہیں۔ اِن کی معاشی، معاشرتی، سیاسی، سماجی، ساری وابستگیاں اپنی اپنی جگہوں پر موجود ہیں لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ اگر بارڈر کے حوالے سے ریاست کے پاس کوئی پالیسی ہے ریاست پالیسی بناتی ہے لوگوں کو روزگار دیتی ہے لوگوں کی معاشی حالت بہتر کرتی ہے۔ اُس کے پاس اگر ایسی پالیسی ہے بارڈر کو بند کریں۔ باڑ لگا دیا لیکن ریاست اپنی پالیسی بتائیں یہ دو کروڑ عوام کیلئے اس کے پاس پالیسی کیا ہے۔ ظاہر ہے قانون سازی ہوتی ہے۔ پچھلی دفعہ بھی قانون سازی ہوئی آئینی ترمیم ہوئی ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے alternate ریاست یہ بتائے حاکم وقت یہ بتائیں کہ alternate اُسکے پاس ہے کیا؟ جب لوگ بیروزگار ہوتے ہیں ذمہ داری آئین میں لکھا ہوا ہے ریاست کی ذمہ داری ہے جب کاروبار

نہیں ہوتے یہاں کوئی کارخانہ نہیں ہے۔کوئی ذریعہ معاش ہے ہی نہیں۔تو لوگ کدھر جائیں؟ اور اِس انٹرنیشنل حالات و واقعات پر جو بلوچستان کے حالات ہیں ایسے وقت میں آپ لاکھوں کروڑوں لوگوں کو بیروزگار کرتے ہیں یہ تیل بارڈر سے نکال کر کے پنجاب اور سندھ تک بھی جاتا ہے لوگوں کا ذریعہ معاش کوئی نہیں ہے ہماری زمینداری کے لئے اعلان کریں مرکز بلوچستان کے پچاس لاکھ لوگوں کو سولرائزیشن پر منتقل کریں۔ ہم ایگریکلچر پر جانا چاہتے ہیں۔لیکن جناب اسپیکر صاحب! گورنمنٹ نے ایک چیز بند کی ہے نوٹیفکیشن ہوا۔افسوس کی بات یہ ہے کہ اس کو سمگلنگ کا نام دیا جارہا ہے۔ یہ روزگار ہے کوئی غیر قانونی نہیں ہے۔ یہ ہماری روزی کا مسئلہ ہے۔ ہمارے بچوں کا مسئلہ ہے۔ ہمارے بچوں کا آنے والی نسلوں کا مسئلہ ہے۔ہم اگر پڑھنا چاہیں ہماری جیب میں ایک ٹیڈی نہیں ہے ہم اپنے بچوں کو کیا پڑھا سکتے ہیں؟ آیا اُن کا علاج معالجہ کر سکتے ہیں؟ امن کو برقرار رکھنے کے لئے حاکمِ وقت اور ریاست کے لئے یہ ضروری ہے کہ روزگار کا ذریعہ مہیا کرے روزگار لوگوں کو دے دے تاکہ ایسا ماحول پیدا ہو جس سے انتشار اور ایسا ماحول نہ ہو جس سے لوگوں کو روڈوں پر نکلنا پڑے آج یہ جو سارے لوگ آئے ہوئے ہیں انکی ایک ہی ڈیمانڈ ہے کہ ہمیں روزگار دیں۔ایک ہی ڈیمانڈ ہے کہ ہمیں جینے کا حق دیں ایک ہی ڈیمانڈ ہے کہ استحصال ختم کرے ایک ہی ڈیمانڈ ہے کہ ہمارے ساتھ انصاف کریں۔ انصاف کے لئے تو ہم یہاں کھڑے ہیں۔ یہ جو فورم ہے یہاں بیٹھے ہوئے سارے انصاف کے طلبگار ہیں۔ہم انصاف کس سے مانگیں؟ اوّل تو ہم اللہ سے مانگیں گے۔کیونکہ یہاں ریاست موجود ہے ریاست اپنی پالیسی واضح کرے۔

جناب اسپیکر: اسد بھائی! آپ کا پوائنٹ ریکارڈ پر آ گیا۔ابھی مَیں ایک چھوٹی سی گزارش کروں گا۔گزارش یہ ہے کہ آپ کے اِس مطالبے میں گورنمنٹ کے بھی ممبرز کافی سارے آپ لوگوں کے کارڈز بھی، پلے کارڈز بھی دیئے ہیں، اُنہوں نے وہ بھی اُٹھائے ہیں۔ یہ show کرتا ہے کہ وہ آپ کے ساتھ اِس پر متفق ہیں اور آپ کے ساتھ اظہارِ یکجہتی کرتے ہیں۔آپ میں سے کوئی اور ممبر بولنا چاہے گا اِس کے بارے میں۔باقی ممبرز آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: جناب اسپیکر! اگر مجھے دو منٹ موقع دے دیں۔

جناب اسپیکر: موقع دیں گے۔ اچھا! باقی ممبرز سے میری ریکوئسٹ ہے کہ آپ ذرا kindly بیٹھ جائیں۔ سُن لیں اپنے باقی ساتھیوں کو کہ وہ کیا کہتے ہیں آپ لوگ بیٹھ جائیں۔جی مولوی ہدایت الرحمٰن صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔اسپیکر صاحب! آپ چمن سے تعلق رکھتے ہیں۔میری خواہش یہی ہے کہ آپ اس کو کارڈ کو اپنے ہاتھ میں رکھیں۔چمن کے لوگ بھی آپ سے یہی توقع رکھتے ہیں۔آپ کے ووٹرز بھی یہی توقع رکھتے ہیں کہ اسپیکر صاحب! بھی آج احتجاج کریں۔ مجھے پتہ ہے کہ چمن کا بارڈر جو بند ہے وہ آپ نے فیصلہ نہیں کیا ہے۔آپ کے کابینہ نے فیصلہ نہیں کیا ہے۔آپ چمن کے عوام کے ساتھ ہیں۔آپ پورے بارڈر کے عوام کے ساتھ ہیں۔

تو آپ بھی احتجاج کریں۔ وزرائے کرام بھی آج احتجاج کریں۔ تو مَیں پہلے بھی بار بار اسپیکر صاحب! ہم یہ بتارہے ہیں ہم بھی سیاست نہیں کررہے ہیں۔ آیا ہم اور آپ منتخب اسمبلی کے ممبرز ہیں۔ یہ بارڈر کی بندش کے فیصلے میں ہم ساتھ ہیں ہم اس کی حمایت کرتے ہیں ہم ایپکس کمیٹی کے فیصلوں کی حمایت کرتے ہیں، وزیراعلیٰ بلوچستان اسپیکر صاحب، صوبائی کابینہ، ایپکس کمیٹی کے فیصلے کی حمایت کا آج ایوان میں ہمیں بتائیں تاکہ پورے بلوچستان کے لوگ اپنے دوست اور دشمنوں کی پہچان کرسکیں۔ اور بتائیں کہ ایپکس کمیٹی کا جو فیصلہ ہے کہ بارڈر بند ہو، اسلام آباد کے بند کمروں میں بیٹھ کر یہ فیصلہ کرتے ہیں اور ہم پر مہر لگا کر، دستخط ہم لوگ کرتے ہیں اور بدقسمتی سے ہم اُس کے وکیل بنتے ہیں۔ اِسی بلوچستان کے باشندے وکیل بنتے ہیں اور دلائل دیتے ہیں۔ پہلے حکومت کا کام دلائل دینا نہیں ہے بلکہ روزگار دینا ہے۔ دستخط کرنا نہیں ہے روزگار دینا ہے۔ آج چمن سے لیکر گوادر تک بارڈر کے ممبران یہاں موجود ہیں اپنے عوام کو بتائیں کہ آپ اس فیصلے کے ساتھ ہیں؟ آپ ایپکس کمیٹی کے اس فیصلے کے ساتھ ہیں؟ آپ بارڈر کی بندش کے فیصلے کے ساتھ ہیں؟ آپ بلوچستان کو مارنا چاہتے ہیں پہلے سے مار رہے ہو۔ تو بم گرادو ایٹم بم آپ کے پاس ہیں، تمام پر ایٹم بم گرادیں تاکہ مرجائیں پاکستان کی ریاست کے لوگوں سے جان چھوٹ جائیگی۔ اور ہماری بھی اِس پاکستان سے جان چھوٹ جائیگی۔ فیصلہ کریں میزائل پھینک دیں یا ایٹم بم پھینک دیں۔ آپ ایسے فیصلے کیوں کرتے ہیں۔ ہمیں بھوکا مارنا چاہتے ہیں۔ ہمیں خوار کرنا چاہتے ہیں۔ ہمیں ذلیل کرنا چاہتے ہیں ہمیں بے عزت کرنا چاہتے ہیں۔ اور ہماری صوبائی حکومت، صوبائی کابینہ بھئی! ان گاڑیوں کے لئے بلوچستان کے عوام نے آپ کو منتخب نہیں کیا ہے کہ آپ ٹوں ٹوں والی گاڑیاں استعمال کریں۔ آپ پولیس کے اسکوارڈ استعمال کریں۔ یہ غریب کی بددعائیں ہمارے گھروں تک، ہم برباد ہوں گے۔

جناب اسپیکر: آپ اپنے پوائنٹ اور احتجاج پر توجہ رکھیں ذاتی کسی پر حملہ آور نہ ہوں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: نہیں، ذاتی نہیں ہے۔ اور یہ جو اسمبلی کے باہر بیٹھے ہوئے ہیں، وہ ذاتی، آج ذاتی۔ مَیں بتارہا ہوں مَیں ایک سیاسی کارکن کے ناطے ایمانداری سے کہتا ہوں بلوچستان دشمنی پر مبنی ہے۔ یہ بلوچستان کے ساتھ دشمنی ہے صاف الفاظ میں، وہ بلوچستان کو پاکستان کا حصہ نہیں سمجھتے۔ بلوچ اور پشتون کو پاکستانی نہیں سمجھتے، جانور سمجھتے ہیں، کیڑے مکوڑے سمجھتے ہیں۔ ان کو حیوان سمجھتے ہیں۔ بلوچستان کے لوگوں کو اسلام آباد کے حکمران کیڑے مکوڑے سمجھتے ہیں۔ اُن کو غلام سمجھتے ہیں۔ ہمارے بچوں کو بھوکا مار کے۔۔۔۔

جناب اسپیکر: آپ سنیں، سنیں مولوی صاحب! سنیں۔ مولوی صاحب! جذباتی نہ ہوں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: پاکستان کے حکمران، اسلام آباد کے حکمران، اسلام آباد کے ایوان والے، اسلام آباد کے وہاں بیٹھنے والے لوگ، بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ دشمنی کررہے ہیں۔ آپ حکمرانوں کے ساتھ کھڑے

نہ ہوں۔ بلوچستان کی ترجمانی کریں۔۔۔

جناب اسپیکر: نہیں سنیں، مولوی صاحب! آپ اپنے جذبات پر قابو رکھیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: آپ بلوچستان کی ترجمانی کریں۔ یہ اسلام آباد کے حکمران، چاہے پیپلز پارٹی کے حکمران ہوں یا مسلم لیگ کے حکمران ہوں، مَیں صاف الفاظ میں کہتا ہوں کہ وہ بلوچستان کے ساتھ دشمنی کرر ہے ہیں۔

جناب اسپیکر: آپ بس کریں۔ بس ہوگیا thank you بیٹھیں آپ جی ہاں بالکل مولوی صاحب سے پہلے بھی میری گزارش رہی ہے کہ آپ ذرا پارلیمانی آداب کا خیال کیا کریں۔ ایک منٹ خاموش رہیں بیٹھیں ایک منٹ۔۔۔

جناب برکت علی رند(پارلیمانی سیکرٹری برائے ماہی گیری وکوسٹل ڈویلپمنٹ): میری سی ایم صاحب سے بات ہوئی ہے کہ ہمارے جو حزب اختلاف کے ساتھی ہیں اُن کے ساتھ جانا چاہتے ہیں۔ اور انشاء اللہ بہت جلد اِن کو ہم اسلام آباد لے جائیں گے، وفاقی حکومت سے بات کریں گے اِس معاملے کو وہیں سے حل کریں گے۔ انشاء اللہ بہت جلد جائیں گے اسلام آباد۔ اور حزب اختلاف کے ساتھ ہی جائیں گے سارے دوستوں کو ساتھ لے کے وہاں اسلام آباد میں جائیں گے وہیں پر بات کریں گے انشاء اللہ وتعالیٰ۔

جناب اسپیکر: مہربانی۔ برکت رند صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ماہی گیری وکوسٹل ڈویلپمنٹ: لوگوں کا روزگار ہے وہ پریشان ہیں اس معاملے کو جلد از جلد حل کریں گے۔

جناب اسپیکر: بات سنیں۔ میری طرف متوجہ ہوجائیں پلیز آپ ایک منٹ میری بات سنیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ آپ کا احتجاج on-record آگیا۔ اور آپ سب نے بول دیا ہے۔ اور آپ کے ساتھ کافی ٹریژری بنچز کے ممبرز بھی آپ کی اِسی بات سے متفق ہیں۔ سی ایم صاحب چونکہ آج یہاں نہیں ہیں۔ سی ایم صاحب کو آنے دیں، اُس کے ساتھ ہی ہم آپ کے ٹریژری بینچز اور آپ تمام ممبرز کو ملا کے سی ایم صاحب کے ساتھ ایک نشست کرلیتے ہیں۔ جو بھی آگے کا لائحہ عمل ہو متفقہ طور پر ہم اُس کو اختیار کریں گے اُس پر عمل کریں گے انشاء اللہ وتعالیٰ۔ (ڈیسک بجائے گئے) جی زمرک خان صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: شکریہ جناب اسپیکر صاحب! بلوچستان کے جتنے بھی ممبرز میرے خیال سے یہاں بیٹھے ہوئے ہیں سب کو پتہ ہے کہ ہمارے لوگوں کا روزگار کس چیز سے منسلک ہے۔ تین ایسے factors ہیں جن میں آپ ایگریکلچر کو بھی لے سکتے ہیں اور لائیوسٹاک جو کہ top پر ہے بلوچستان کے لوگوں کا روزگار۔ اور ساتھ ہی آپ افغانستان کا بارڈر دیکھ لیں تو 11 سو کلومیٹر اور ایران کا بارڈر 9 سو کلومیٹر۔ اور یہاں ہمارے لوگوں کا روزگار بارڈر سے منسلک ہے اور

ایگریکلچر اور لائیوسٹاک کی حالت آپ کو پتہ ہے کہ ہماری لائیوسٹاک تو 50 percent ابھی ختم ہوگیا ہے۔کیونکہ بارشیں نہ ہونے کی وجہ سے یا خشک سالی کی وجہ سے اور ایگریکلچر بھی اُن سے متاثر ہورہا ہے کیونکہ ایگریکلچر آباد ہوگا تو آپ کا لائیوسٹاک آباد ہوگا۔اور تیسرے نمبر پر آپ کے بارڈر کا روزگار ہے جو انٹرنیشنل لیول پر مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اگر آپ دوسرے ملکوں کے قانون کو اُٹھائیں، جو آس پاس بارڈر کے ساتھ لوگ رہتے ہیں یا ایک قوم رہتی ہے۔اور یہ بھی نہیں ہے کہ اسمیں کوئی اورقوم آباد ہے یا انڈیا سے آتے ہیں یا کوئی امریکہ سے آئے ہوئے یا جرمنی سے آئے ہوئے۔اگر اچکزئی اِدھر آباد ہیں تو اُدھر بھی اچکزئی آباد ہیں، اگر اِدھر کاکڑ آباد ہیں تو اُدھر بھی کاکڑ آباد ہیں اگر ادھر بلوچ جس بارڈر میں جو بھی قبیلے آباد ہیں تو ایران میں بھی آباد ہیں ان کی رشتہ داریاں بھی ایک دوسرے سے ہیں ۔ایک دوسرے سے یہ منسلک ہیں قبرستان بھی ایک ہے سکول بھی ایک ہے خود ہم اور آپ چمن بارڈر کے رہنے والے ہیں۔میں ایک ٹیکنیکل طریقے سے ایک criteria کے تحت یہ کہنا چاہتا ہوں کہ چار یا پانچ سالوں سے بارڈر پر یہ مسئلہ چل رہا ہے۔چمن بارڈر ہے، چمن بارڈر میں یہ آپ کے اور میرے جو لوگ ہیں ہمارے اور آپ کے عزیز ہیں یا ہمارے جتنے بھی پشتون یہاں رہتے ہیں ژوب تک جائیں اور یہاں مَیں نے کہا جو تیل ہے، یہ جو آپ کا ڈیزل اور پیٹرول ہے ایران میں اگر وہاں ایک یا دو درھم کا ایک لیٹر ملتا ہے کیوں ہماری گورنمنٹ یہ قرارداد پاس کیوں نہیں کرتی ۔کیوں آپ سعودیہ سے منگوا رہے ہیں۔کیوں آپ ابوظہبی سے منگوارہے ہیں ۔ یہاں ہمیں بھی اجازت دیں تا کہ اِن لوگوں کو روزگار تو مل جائے۔چلیں یہ اسمگلنگ اگر آپ ان لوگوں پر روکتے ہیں کہ یہ اسمگلنگ ہے تو ان کو قانونی طریقے سے یہ کاروبار کرنے کی اجازت دی جائے۔ہمارے پاکستان میں جتنا آئل یہاں استعمال ہوتا ہے کہاں سے آتا ہے۔یہ جو بڑی بڑی ships آپ منگواتے ہیں یہ جو گوادر، گوادر کو تو بند کردیا ہے۔گوادر تو ہم ویسے ہی کتابوں میں دیکھ رہے ہیں۔گوادر میں کچھ بھی نہیں ہے۔ایئر پورٹ اگر بن رہا ہے تو ہم پر احسان کررہے ہیں کیوں ہم پر احسان کررہے ہیں؟ یہ چائنا کی ضرورت ہے امریکہ کی ضرورت ہے یا یہ فیڈرل گورنمنٹ کی ضرورت ہے۔اگر آپ سی پیک بنا رہے ہیں اگر آپ وہاں تیل لا رہے ہیں پانچ یا چھ Mother Ships اگر مولانا صاحب کو پتہ ہے صرف گندم کے آئے ہوئے ہیں پانچ سال میں ۔ باقی یہ گوادر میری بندرگاہ بند پڑی ہوئی ہے کراچی والے نہیں چھوڑ رہے ہیں اُن کا روزگار خراب ہورہا ہے۔فیڈرل والے وہاں بیٹھے ہوئے ہیں چاہے ایم کیو ایم کے ہیں جس جس پارٹی کے ہیں پیپلز پارٹی کے ہیں یا (ن) لیگ کے ہیں وہ کبھی بھی بلوچستان کو آباد کرنے نہیں دے رہے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ یہاں ڈیڑھ کروڑ آبادی ہم نہیں سنبھال سکتے آپ بارڈر کو بند کردیتے ہیں۔مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں آپ کی موجودگی میں چمن بارڈر کا فیصلہ ہوا تھا کہ جی یہاں جتنے بھی کاروبار ہیں وہ شناختی کارڈ پر ہونگے۔چلیں آپ کا پاسپورٹ نہیں ہے، ایک identity card تو بنا کے دے دیں، کراسنگ پوائنٹ پر آپ اُن سے یہ کہہ دیں۔ایک

ایسے ڈاکومنٹس بنا کے دے دیں کہ آدمی پانچ یا چھ دفعہ جا سکے۔ایک بندے نے کابل میں پاکستان کا ویزہ لینے کے لئے گیارہ سوڈالر دیئے ہیں۔اب غریب کس طرح یہ ویزا لے گا؟ آپ کے ایران میں ایک بلوچ کس طرح ویزہ لے گا اور یہاں سے وہاں جاتے ہوئے پانچ چھ سوڈالر کہاں سے دے گا۔وہ ایک جریکین پر اگر پچاس روپے کماتا ہے تو پانچ سوڈالر ویزے کے لئے کیسے دے گا؟ بھائی ہم آپ سے کہتے ہیں کہ آپ ایک رولنگ دے دیں کہ وزیراعلیٰ صاحب جائیں جو قانون کے مطابق ہمیں انٹرنیشنل لیول پر اجازت مل سکتی ہے کہ بارڈر کے لوگ یہاں کے لوگ وہاں آسکتے ہیں اور وہاں کے لوگ یہاں آسکتے ہیں۔اور وہ کاروبار کرسکتے ہیں اور ایک دوسرے کے جنازے میں شریک ہوسکتے ہیں ۔ ایک دوسرے کے رشتہ دار ہیں اِس پر بھی نہیں چھوڑ رہے ہیں تو پھر کیا کریں گے۔ یہ لوگ خودکشی کریں گے یا اپنے بچوں کے پیٹ کیسے پالیں گے۔تو جناب اسپیکر صاحب! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ چمن بارڈر پہ جوانہوں نے مطالبات کیئے ہیں ہم اسکے حق میں ہوں اور ساتھ ہی چمن بارڈر کا مسئلہ کہ جو پبلک ابھی بیٹھی ہوئی ہے ابھی تک اُسکا کوئی مسئلہ حل نہیں ہوا ہے۔ جا کر کوئی بیٹھ تو جائے کہ کوئی غیر قانونی طریقہ ہے یہ یا قانونی ہے؟ ہم کبھی بھی دہشتگرد کی حمایت نہیں کرتے ہیں دہشتگرد اگر یہاں سے جاتا ہے یا وہاں سے جاتا ہے دہشتگردوں کا تو اپنا طریقہ کار ہے۔کیا دہشتگرد ویسے ہی کھلم کھلا بارڈر پر آئیں گے اُنکا تو اپنا طریقہ کار ہے۔ چاہے وہ ٹارگٹ کلنگ کرتے ہیں یا چاہے وہ کسی کو بم سے اڑاتے ہیں چاہے وہ یہاں کے حالات کو خراب کرتے ہیں۔اُن کا اپنا ایک ایجنڈا ہے اُس ایجنڈے کو بند کرنے کے لئے ہم سب اکٹھے ہیں۔لیکن ہم اپنے لوگوں کے لئے اپنے لوگوں کے حقوق کے لئے لڑیں گے کیونکہ انہوں نے ہمیں ووٹ دیا ہے۔اسپیکر صاحب! آپ سے بھی یہ گزارش ہے کہ اس پر آپ توجہ دے دیں رولنگ دے دیں کہ اس مسئلے کو حل کر دیں۔ایران سے جو تیل آرہا ہے یہ اسمگلنگ نہیں ہے میں اس کو اسمگلنگ نہیں سمجھتا ہوں ایک کپڑا اور ایک ٹائر اگر افغانستان سے آتا ہے یہ سمگلنگ نہیں ہے یہ کاروبار ہے میں اسکو ٹریڈ سمجھتا ہوں۔ منشیات کی ہم حمایت نہیں کرتے ہیں نہ اسلحہ کی کرتے ہیں ۔ کوئی anti-State بندے کی ہم حمایت نہیں کرتے ہم قانونی طریقے سے چیز مانگتے ہیں ہمیں حق دیا جائے۔ شکریہ جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: ok۔اچھا میں چھوٹی سی گزارش کردوں زمرک خان صاحب! آپ کی speech on record ہے۔ being a Member of the Assembly آپ نے خود بارڈر کی بندش کی حمایت کی تھی۔ اُس پر آپ نے کہا تھا کہ اس بارڈر کو بند ہونا چاہئے اس کے اوپر آنا جانا لگا رہتا ہے۔

جناب زمرک خان اچکزئی: جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: any way سنیں۔

جناب زمرک خان اچکزئی: مَیں ایک چیز واضح کرنا چاہوں گا۔ میں نے بندش کس چیز پر کی تھی۔ میں آج آپ کو کلیئر کرنا چاہتا ہوں۔ میں نے یہ کہا تھا کہ بندش دہشتگردوں کے لئے ہونی چاہئے۔ اگر وہ speech ریکارڈ پر پڑی ہوئی ہے تو سیکرٹری صاحب سے کہہ دیں کہ وہ speech نکال دیں۔ میں نے کہا کہ اگر کوئی دہشتگرد وہاں سے آتا ہے تو اُن کے لئے راستہ نہیں ہونا چاہئے۔

جناب اسپیکر: اگر آپ چاہتے ہیں۔

جناب زمرک خان اچکزئی: مَیں نے ٹریڈ کی میں نے کاروبار کی۔۔۔۔

جناب اسپیکر: سنیں زمرک خان صاحب! اگر آپ چاہتے ہیں ہم آپ کی recorded speech تمام ممبرز کے ساتھ ابھی share بھی کرسکتے ہیں۔

جناب زمرک خان اچکزئی: بالکل آپ لے آئیں لیکن اُس میں کٹنگ نہیں ہونی چاہئے۔

جناب اسپیکر: ok, done. اب آپ مہربانی کرکے میری تمام سے گزارش ہے کہ آپ تشریف رکھیں میرے خیال میں یہ بہتر رہے گا کہ سی ایم صاحب کو آنے دیں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: جناب اسپیکر صاحب! اگر وہ speech آپ نکال دیں سیکرٹری صاحب! آپ ریکارڈ پر لے آئیں۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: سیشن چلنے دیں پھر اُن کو بھی کر دیتے ہیں۔

میر زابد علی ریکی: جناب اسپیکر صاحب! ہم احتجاج پر ہیں۔

جناب اسپیکر: احتجاج آپ کا آن ریکارڈ ہے۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: اسپیکر صاحب! ہمارے لوگ بھوک سے مر رہے ہیں۔ اب بارڈر عام عوام کے لئے بند ہے راتوں رات تین چار سو گاڑیاں جاتی ہیں اُن کے لئے کھلا ہوا ہے۔ یہ ہے کہ جناب اسپیکر! پورا بارڈر قبضہ ہے۔

جناب اسپیکر: دیکھیں رحمت صاحب! آپ سنیں تو صحیح۔ میری گزارش یہ ہے، ایک منٹ۔ میری گزارش یہ ہے کہ رحمت صاحب! سنیں پلیز۔ رحمت صاحب! متوجہ ہوں پلیز آپ سنجیدہ ممبر ہیں پڑھے لکھے آدمی ہیں۔ میری گزارش یہ تھی کہ کیا ہم اِس وقت اسمبلی کے اندر اِس پر ہم ایسا کوئی بھی step نہیں اٹھا سکتے جو کہ ہم کسی کو ریلیف دے سکیں۔ میری گزارش یہ تھی کہ مَیں نے کہا اپوزیشن اور ٹریژری بینچز دونوں کی ایک مشترکہ کمیٹی بنائیں گے جس میں، یہ مسئلہ صرف آپ کا نہیں ہے یہ ٹریژری بینچز کا بھی ہے، بنا لیتے ہیں، سی ایم صاحب کے ساتھ ڈسکس کر لیتے ہیں جو بھی مشترکہ لائحہ عمل ہوگا

ہم سب مل کے اُس پر عملدر آمد کریں گے۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: او کے اسپیکر صاحب میں ایک یہ بات کہوں۔ ہم احتجاج پر ہیں۔ ہم جا کر وہاں اپنے لوگوں کے ساتھ بیٹھیں گے۔ حکومت آجائے وہیں پر ہم مذاکرات کریں گے۔ ہم احتجاج پر جاتے ہیں۔ سر! ہم واک آوٹ کرتے ہیں۔ ہم احتجاج پر جاتے ہیں۔

جناب اسپیکر: ٹھیک ہے اگر آپ اظہارِ یکجہتی کیلئے جانا چاہتے ہیں تو پلیز مہربانی کر کے جائیں۔ That is only possible in presence of the Leader of the House. جی ظہور بلیدی صاحب۔

(اِس مرحلے میں اپوزیشن اراکین اسمبلی نے واک آوٹ کیا)

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر منصوبہ بندی وترقیات): یہ اچھا ہوتا کہ ہمارے اپوزیشن کے جتنے ممبران ہیں وہ یہاں بیٹھتے۔

جناب اسپیکر: ظہور! sorry to interrupt you. ہمارے ساتھ کچھ طلباء آئے ہیں اپنی یونیورسٹی لاء کالج کے طلباء وطالبات کو مَیں اسمبلی کی طرف سے آج کا سیشن attend کرنے پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ جی پلیز ظہور بلیدی صاحب۔

وزیر منصوبہ بندی وترقیات: جناب اسپیکر! میں یہ عرض کررہا تھا کہ اچھا ہوتا کہ وہ یہاں تشریف رکھتے۔ جس طرح اُنہوں نے اپنا بارڈر کے حوالے سے بلوچستان کے روزگار کے حوالے سے اپنا مؤقف دیا۔ ہمارا بھی مؤقف سن لیتے۔ جناب اسپیکر! ہمارے بلوچستان کے لوگوں کا اپنے روزگار کے ساتھ خواہ وہ بارڈر کے ساتھ ہو یا فشریز ہو یا کہیں کا نکی ہواُنکے ساتھ جذباتی لگاؤ ہے۔ اِسمیں کوئی دو رائے نہیں کہ صوبے میں مواقع بھی بہت زیادہ ہیں۔ اور صوبے کے challenges بھی بہت زیادہ ہیں۔ opportunities اِس طرح کہہ سکتے ہیں کہ ایک بہت بڑا وسیع وعریض صوبہ ہے اور ملک کا 43% ہے۔ اور اُس کی آبادی پاکستان کی مجموعی آبادی کا چھ فیصد ہے۔ اور جس میں سمندر بھی ہے۔ لائیواسٹاک بھی ہے۔ فشریز بھی ہے۔ مائینز اینڈ منرلز بھی ہیں۔ لیکن بدقسمتی ہماری یہ ہے کہ جب سے بلوچستان کو صوبے کا درجہ ملا ہے کسی بھی حکومت نے بلوچستان کے لوگوں کے روزگار اور اُن کی بودوباش اور اُن کے مستقبل کے لئے کوئی پلاننگ نہیں کی ہے۔ ہمارے بلوچستان کی آدھی سے زیادہ یا تقریباً آدھی جو ہماری آبادی ہے اُن کی گزر بسر ابھی بھی informal economy پر ہے۔ جو کہ انتہائی risk میں ہے۔ کیونکہ آپ دنیا کے معروضی حالات دیکھیں ابھی اسرائیل اور ایران کے درمیان چپقلش چل رہی ہے۔ افغانستان تو شروع دن سے ہی مسئلے ومسائل کا شکار رہا ہے۔ اگر خدانخواستہ کل اِن ملکوں نے فیصلہ کیا کہ وہ ہمارے جو informal کاروبار ہے اگر اُنہوں نے بند کردیا تب ہم کیا کریں

گے؟ ہمارے پاس کوئی alternate ہے اِس کا؟ حالانکہ اگر آپ potential دیکھیں تو صوبے میں بہت زیادہ potential ہے۔ میں صبح دیکھ رہا تھا ویتنام کی فشریز کی جو اُن کے initiative تھے اور انکی جو پالیسی تھی وہ 1990ء سے لیکر اب تک کوئی چوبیس گنا انہوں نے اپنی فشریز سیکٹر کو وسعت دی ہے۔ جو تقریباً اُن کی کل معیشت کا سات، آٹھ فیصد بنتا ہے جو ان کا GDP ہے اور پانچ ارب ڈالرز اُن کا زرِمبادلہ ہے۔ لیکن ہمارے پاس اتنی زبردست coast line ہے لیکن ہماری جو fish exports ہیں وہ سب کے سامنے ہے۔ ہمارے پاس ریکوڈک، سیندک اور اِس طرح کے بے پناہ معدنی وسائل ہیں۔ لیکن آج تک ہم نے explore نہیں کیا ہے۔ ہمارے پاس گوادر ہے جو گیٹ وے ہے سی پیک کا لیکن ہم نے اُس کو متنازعہ کرنے میں کوئی کسر نہیں اُٹھائی۔ یہی حضرات جو ابھی شور وشرابہ کررہے تھے انہوں نے سی پیک کے معاہدات کیئے لیکن جیسے ہی حکومت ختم ہوئی یہ لوگ مُکر گئے کہ ہم نے تو کوئی سی پیک کا معاہدہ نہیں دیکھا۔ اور ایک زبردست اور ایک اچھا initiative تھا۔ لوگوں نے متنازعہ بنایا۔ تو جناب اسپیکر! یہاں کوئی بھی ممبر ہو، وہ اپنے روزگار کے خلاف نہیں ہے۔ اور نہ ہی وہ اپنے لوگوں کے روزگار کو بند کرنا چاہتا ہے۔ ابھی بھی ہمارا ایران کے ساتھ جو bilateral Act 1952 اُنکے ساتھ جو ایگریمنٹ ہے ابھی بھی کاروبار چل رہا ہے البتہ کچھ قدغنیں ہیں کچھ مشکلات ہیں جن کو دُور کرنے کی ضرورت ہے اور اُس پر وزیراعلیٰ صاحب جب آئیں گے تو اُن کے ساتھ تفصیلی گفتگو کی جائے گی۔ ہمارے اپوزیشن ممبران ہیں اُن کے ساتھ بھی کوئی تفصیلی گفتگو کی جائے گی۔ لیکن جناب اسپیکر! ایک بات پر مَیں ضرور کہوں گا کہ بلوچستان ویسے ہی جل رہا ہے۔ بلوچستان میں دہشتگردی کی ایک لہر آ گئی ہے لیکن جب ہمارے اراکین اسمبلی ہر مسئلے کو ریاست کے ساتھ جوڑتے ہیں اور ریاست کے خلاف جو نفرت انگیز تقاریر کرتے ہیں تو اس سے ایک اچھا میسج نہیں جاتا۔

جناب اسپیکر: نہیں جاتا ہے جی۔

وزیر منصوبہ بندی وترقیات: تو اُن کو بھی ذمہ داری کا مظاہرہ کرنا چاہئے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ وہ اپنے لوگوں کی ترجمانی کررہے ہیں لیکن اس کا ہرگز مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ ریاست کو، ریاستی اداروں کو گالم گلوچ کریں۔ اُن کے پاس کون سا ثبوت ہے کہ کسی ریاستی ادارے نے یا ایپکس کمیٹی نے جا کے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کوئی بلیک اینڈ وائٹ انکے پاس کوئی writtten آیا ہے۔ البتہ جہاں تک ہمارے لوگوں کے روزگار کا سوال ہے بارڈر کا سوال ہے، مَیں جس حلقے سے تعلق رکھتا ہوں وہاں اکثر لوگوں کا روزگار بارڈر سے ہے۔ تو مَیں definitely جب اپنے حلقے کی ترجمانی کروں گا یا مَیں اُن لوگوں کی ترجمانی کروں گا کہ جن لوگوں کے روزگار بارڈر سے منسلک ہے تو مَیں وہ ضرور کہوں گا کہ وہ بیروزگار نہ ہوں لیکن مجھے بحثیت نمائندہ بحیثیتِ حکومت اُن کے لئے ایک ایسی پالیسی سازی کرنی ہے کہ اُن کا جو مستقبل ہے وہ secure ہو جائے۔ وہ کبھی بھی جو ہمارا ہمسایہ ملک اگر اُنہوں نے بارڈر بند کردیا، ہم تو نہیں کرتے۔ ہم تو کہیں گے کہ

ہمارا روزگار چلتا رہے۔لیکن اگر اُنہوں نے بند کر دیا تو پھر ہم کیا کریں گے۔ پھر ہمارے لوگ وہ کیا کریں گے کیونکہ اُنکا کوئی expertise جو develop نہیں ہوا ہے۔تو جناب اسپیکر! کسی حدتک تو مَیں اُن کی بات کو درست مانوں گا کہ ہمارے صوبوں کی جو بڑی تعداد ہے اُن کا جو روزگار ہے وہ بارڈرز کے ساتھ منسلک ہے۔اگر آپ دیکھیں ہمارے صوبے کی ایک کروڑ اُنتیس لاکھ آبادی ہے۔جس میں %64 یوتھ ہیں اور جو نوجوان جو بیروزگار ہیں اُن کی تعداد بھی تقریباً، پندرہ، بیس لاکھ کے قریب ہوگی۔اور ہماری جو ایجوکیشن یا جو یونیورسٹیوں میں پڑھ رہے ہیں وہ 55 ہزار ہیں۔تو دس سے پندرہ لاکھ نوجوان اُن کے لئے بھی روزگار کی فراہمی حکومت کی ذمہ داری ہے۔اِس پر سی ایم صاحب نے۔۔۔

(خاموشی۔اذانِ عصر)

وزیر منصوبہ بندی وترقیات: شکریہ جناب اسپیکر مَیں زیادہ ٹائم نہیں لوں گا، جو پوائنٹس اپوزیشن نے raise کیئے ہیں وزیراعلیٰ صاحب کے ساتھ ہم تفصیلاً بیٹھیں گے۔اور ہم کوشش کریں گے کہ تمام معاملات اور معروضی حالات کو دیکھتے ہوئے اُن کے ساتھ بارڈر کے متعلق بات چیت کی جائے اور جو بھی خدشات ہیں security concerns ہیں اُن کو remove کریں اور حکومت کا فرض ہے اُس کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے لوگوں کی روزگار کو ہر صورت میں protect کرے۔ thank you جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: thank you ظہور بلیدی صاحب۔ پلیز ایک منٹ بیٹھیں۔ وقفہ سوالات۔ چونکہ یہ سوالات اپوزیشن سے related ہیں اِن سب کو defer کیا جاتا ہے، آگے توجہ دلاؤ نوٹس ہے وہ بھی میر رحمت صالح بلوچ صاحب کی جانب سے ہے اُس کو بھی defer کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: **رخصت کی درخواستیں۔**

سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): سردارزادہ فیصل خان جمالی صاحب ، حاجی محمد خان لہڑی صاحب ، میر یونس عزیز زہری صاحب، ملک نعیم خان بازئی صاحب اور میر ظفر اللہ خان زہری صاحب نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواستیں کی ہیں۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟ رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

جناب اسپیکر: **سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔**

آئینی قرارداد زیر آرٹیکل 144 کا پیش کیا جانا۔وزیر برائے محکمہ قانون و پارلیمانی امور! آئینی قرارداد نمبر 9 پیش کرنے کی بابت قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 180 کے تحت تحریک پیش کریں۔

جناب بخت محمد کاکڑ (وزیر صحت): جناب اسپیکر! مجھے اگر اجازت دیں۔

جناب اسپیکر: جی۔جی پلیز۔

وزیر صحت: میں بخت محمد کاکڑ، وزیر برائے صحت، وزیر برائے محکمہ قانون و پارلیمانی امور کی جانب سے قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 180 کے تحت تحریک پیش کرتا ہوں کہ آئین کے آرٹیکل 144 کے تحت آئینی قرارداد نمبر 9 کو پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ جو اراکین آئینی قرارداد نمبر 9 زیر آرٹیکل 144 کے تحت پیش کرنے کے حق میں ہیں وہ اپنی نشستوں پر کھڑے ہو جائیں۔ گنتی کی جائے، مہربانی۔ پورے ہیں۔ تشریف رکھیں پلیز۔ تحریک کو مطلوبہ اراکین اسمبلی کی حمایت حاصل ہوگئی ہے۔ لہٰذا وزیر برائے محکمہ قانون و پارلیمانی امور! آئین کے آرٹیکل 144 کے تحت آئینی قرارداد نمبر 9 پیش کریں۔

وزیر صحت: میں بخت محمد کاکڑ وزیر برائے صحت، وزیر برائے محکمہ قانون و پارلیمانی امور کی جانب سے آئین کے آرٹیکل 144 کے تحت ذیل آئینی قرارداد نمبر 9 پیش کرتا ہوں۔

" بلوچستان صوبائی اسمبلی کا یہ ایوان اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین مجریہ 1973ء کے آرٹیکل 144 کے تحت مجلس شوریٰ (پارلیمنٹ) کو یہ اختیار تفویض کرتا ہے کہ وہ ثالثی کی بابت قانون سازی کرے جو صوبہ بلوچستان میں نافذ العمل ہو"

جناب اسپیکر: آئین کے آرٹیکل 144 کے تحت آئینی قرارداد نمبر 9 پیش ہوئی۔ آیا آئین کے آرٹیکل 144 کے تحت پیش کردہ آئینی قرارداد نمبر 9 منظور کی جائے؟ آئین کے آرٹیکل 144 کے تحت پیش کردہ آئینی قرارداد نمبر 9 منظور ہوئی۔ The Balochistan Center of Excellence on Countering Violent Extremism Bill No.4 کا پیش کیا جانا۔ وزیر برائے محکمہ داخلہ وقبائلی امور! The Balochistan Center of Excellence on Countering Violent Extremism Bill No.4 ایوان میں پیش کریں۔

وزیر صحت: میں بخت محمد کاکڑ، وزیر برائے صحت، وزیر برائے محکمہ داخلہ و قبائلی امور کی جانب سے The Balochistan Center of Excellence on Countering Violent Extremism Bill No.4 ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

جناب اسپیکر: The Balochistan Center of Excellence on Countering

ایوان میں پیش ہوا۔ وزیر برائے محکمہ داخلہ و قبائلی امور! Violent Extremism Bill No.4
The Balochistan Center of Excellence on Countering Violent Extremism Bill No.4 کی بابت تحریک پیش کریں۔

وزیر صحت: میں بخت محمد کاکڑ، وزیر برائے صحت، وزیر برائے محکمہ داخلہ وقبائلی امور کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ The Balochistan Center of Excellence on Countering Violent Extremism Bill No.4 کو پیش کرنے کی بابت قاعدہ نمبر 84 اور (2)85 کے تقاضوں سے exempt قرار دیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی ۔آیا The Balochistan Center of Excellence on Countering Violent Extremism Bill No.4 کو قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 اور (2)85 کے تقاضوں سے exempt قرار دیا جائے؟ ایوان کی رائے چاہیئے۔قرار دیا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ The Balochistan Center of Excellence on Countering Violent Extremism Bill No.4 کو قواعد وانضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 84 اور (2)85 کے تقاضوں سے exempt قرار دیا جاتا ہے۔ وزیر برائے محکمہ داخلہ و قبائلی امور! The Balochistan Center of Excellence on Countering Violent Extremism Bill No.4 کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر صحت: میں بخت محمد کاکڑ وزیر برائے صحت، وزیر برائے محکمہ داخلہ وقبائلی امور کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ بلوچستان The Balochistan Center of Excellence on Countering Violent Extremism Bill No.4 کو فی الفور زیرغور لایا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی ۔آیا The Balochistan Center of Excellence on Countering Violent Extremism Bill No.4 کو فی الفور زیرغور لایا جائے؟ تحریک منظور ہوئی۔ The Balochistan Center of Excellence on Countering Violent Extremism Bill No.4 کو فی الفور زیرغور لایا جا تا ہے۔ وزیر برائے داخلہ و قبائلی امور! The Balochistan Center of Excellence on Countering Violent Extremism Bill No.4 کی بابت اگلی تحریک پیش کریں۔

وزیر صحت: میں بخت محمد کاکڑ وزیر برائے صحت، وزیر برائے محکمہ داخلہ وقبائلی امور کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ The Balochistan Center of Excellence on Countering Violent Extremism Bill No.4 کو منظور کیا جائے۔

جناب اسپیکر: تحریک پیش ہوئی۔ آیا The Balochistan Center of Excellence on Countering Violent Extremism Bill No.4 کو منظور کیا جائے؟ ۔تحریک منظور ہوئی۔ The Balochistan Center of Excellence on Countering Violent Extremism Bill No.4 کو منظور کیا جاتا ہے۔

جناب اسپیکر: قراردادیں۔قرارداد نمبر **26**۔

محترمہ شہناز عمرانی صاحبہ! آپ اپنی قرارداد نمبر 26 پیش کریں۔

میر محمد صادق عمرانی (وزیر آبپاشی): مجھے اِس کی اجازت دے دیں، اُنہوں نے تحریک کے لیے مجھ سے کہا ہے کہ مَیں قرارداد پیش کروں۔

جناب اسپیکر: Ok،صادق عمرانی صاحب please۔

وزیر آبپاشی: جناب اسپیکر! ہرگاہ کہ ڈیرہ مراد جمالی اور ڈیرہ اللہ یار کے عوام جن زمینوں پر عرصہ دراز سے آباد ہیں اُنہیں ایک طویل عرصہ گزرنے کے باوجود ان کو زمینوں کے مالکانہ حقوق نہیں دیئے گئے ،جس کی بنا اُنہیں سخت مشکلات درپیش ہیں۔ اِس بابت مورخہ 03 فروری 2009ء کو بلوچستان اسمبلی سے باقاعدہ طور پر ایک قرارداد منظور ہوئی تھی لیکن 15 سال کا ایک طویل دورانیہ گزرنے کے باوجود ڈیرہ مراد جمالی، یہ یہاں ڈیرہ اللہ یار لکھا ہوا ہے یہ ڈیرہ اللہ یار کو قرارداد میں نہیں لا رہے ہیں۔ ڈیرہ مراد جمالی میں آباد عوام کو اِن کی زمینوں کے مالکانہ حقوق دینے کی بابت کوئی خاطر خواہ اقدامات تاحال نہیں اُٹھائے گئے ہیں۔ لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ ڈیرہ مراد جمالی کے عوام کے جائز مطالبہ کو تسلیم کرتے ہوئے اُنہیں اُن کی زمینوں کے مالکانہ حقوق دینے کی بابت فوری اقدامات اُٹھانے کو یقینی بنائے تاکہ لوگوں میں پائی جانے والی بے چینی اور احساس محرومی کا خاتمہ ممکن ہو سکے۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 26 پیش ہوئی۔ کیا محرک اسکی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

وزیر آبپاشی: جناب اسپیکر! ڈیرہ مراد جمالی شہر جو کہ 71-1970ء سے لوگ 52 سال کا عرصہ ہوا ہے وہاں لوگ آباد ہیں اِس سلسلے میں ہم نے چیف منسٹر بلوچستان کو ایک سمری بھیجی تھی جس میں اُن سے یہ ریکوئسٹ کی تھی کہ محترمہ بے نظیر بھٹو شہید نے ڈیرہ اللہ یار کے جلسہ عام میں اِس بات کا اعلان کیا تھا کہ پیپلز پارٹی برسر اقتدار آنے کے بعد ڈیرہ مراد جمالی

کے عوام کو مالکانہ حقوق دیے جائیں گے۔ اِس سلسلے میں ہم نے ایک summary move کی تھی چیف منسٹر صاحب کو اور بلوچستان اسمبلی میں ایک قرارداد پہلے منظور ہو چکی تھی جو آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں سر! اب اگر اسمبلی کی قراردادوں پر 15 سال سے بھی عملدرآمد نہ ہوا ہو تو جناب اسپیکر کیا کیا جائے؟ اِس سلسلے میں جناب 1976-6-8 کو ایک allotment policy دی گئی تھی جس پر آج تک عملدرامد نہیں ہوا ہے ایک، دوسرا 1997-3-30 کو بھی ایک نوٹیفکیشن جاری ہوا الاٹمنٹ کے سلسلے میں، آج تک اُس پر عملدرامد نہیں ہوا۔ تیسرا ہے 1919-10-5 کو مراسلہ نمبر 6064/53 بھی الاٹمنٹ کے سلسلے میں ایک پالیسی طے ہوئی تھی، اُس پر بھی عملدرآمد نہیں ہوا۔ اِسی طریقے سے جناب اسپیکر! 1999-3-12 کو بھی ایک الاٹمنٹ پالیسی بنائی گئی اُس پر بھی عملدرآمد نہیں ہوا۔ اِسی طریقے سے 92-12-23 کو بھی ایک الاٹمنٹ پالیسی دوبارہ جاری ہوئی عملدرامد نہیں ہوا۔ 1998-11-16 کو بھی ایک الاٹمنٹ پالیسی بنائی گئی اُس پر بھی عملدرامد نہیں ہوا۔ 2009-05-21 کو الاٹمنٹ کے سلسلے میں باقاعدہ کیبنٹ نے جو یہ قرارداد تھی اُس قرارداد کی روشنی میں کیبنٹ میں یہ سمری move ہوئی جس میں MBR اور اُنہوں نے باقاعدہ کیبنٹ میں منظوری کی یہ نوٹیفکیشن ہے سر، یہ فائل آپ کے حوالے کرتا ہوں، یہ نوٹیفکیشن جاری ہوا اُس پر بھی اِنہوں نے عملدرآمد نہیں کیا گیا، کیا بلوچستان اسمبلی کی قراردادوں کی کوئی اہمیت ہے یا نہیں؟ یہ اجتماعی عوامی مسائل ہیں اور اِس میں شہید بےنظیر بھٹو نے اعلان کیا تھا ہم چاہتے ہیں کہ پورا ایوان اِس قرارداد کی حمایت کرے اور اِس سلسلے میں جب عملدرآمد نہیں ہو رہا تھا تب بھی ہم نے پھر اُس وقت زمرک خان منسٹر ریونیو تھے اُنہوں نے ایک order پاس کیا احکامات دیئے جس میں واضح طور پر لکھا تھا کہ جو نوٹیفکیشن جاری ہوا ہے MBR نے کیا اُس پر عملدرآمد ہوا؟ اُس کمیٹی میں چیف سیکرٹری بھی تھا اُس کمیٹی میں MBR خود تھے، منسٹر ریونیو تھا، میں تھا، سب نے متفقہ طور پر یہ summary move کی جس پر آج تک عملدرامد نہیں ہوا۔ اِس سلسلے میں اِس لیے دوبارہ اِس ایوان میں یہ قرارداد پیش کر رہے ہیں کہ آپ مہربانی کر کے ہدایت دیں کہ 15 سال پہلے یہ قرارداد منظور ہوئی، کیبنٹ نے منظوری کی تو محکمہ ریونیو کیوں اِس پر عملدرامد نہیں کر رہا ہے؟ یہاں ڈیرہ مراد میں اِس وقت بھی ڈیڑھ لاکھ آبادی وہاں لوگوں کی رہائش پذیر ہے۔ کمشنر نصیرآباد وہاں بیٹھتے ہیں DIG بیٹھتے ہیں سیشن کورٹ ہے، IG ہے، SP ہے، AC ہے تمام محکمے ہیں، لیکن کسی کو بھی کوئی زمین الاٹ نہیں ہوئی اور یہ زمین گورنمنٹ کی بھی نہیں تھی قبائل کی تھی وہاں کے قبائلی لوگوں کی تھی اور حکومت نے 5 ہزار 50 ایکڑ شہید ذوالفقار علی بھٹو نے فیصل آباد طرز پر ایک شہر بنانے کی نقشہ بندی کی تھی۔ اُن کی شہادت کے بعد یہ سارا سلسلہ رکا ہوا ہے۔ میں ایوان سے مطالبہ کرتا ہوں عرض کرتا ہوں کہ اِس قرارداد کو منظور کر کے حکومت کو ہدایت دی جائے کہ فوری طور پر اِس پر عملدرآمد ہو۔

جناب اسپیکر: آیا قرارداد نمبر 26 منظور کی جائے؟ جی آپ عاصم کرد صاحب! اِسی پر بولیں گے؟ قرارداد کے اُوپر؟

جی pleaseفرمائیں۔

میر محمد عاصم کُرد گیلو(وزیر مال): مہربانی اسپیکر صاحب! جو ہمارے colleague صادق عمرانی صاحب نے قرارداد پیش کی ہے اسپیکر صاحب! بالکل یہ حقائق پر مبنی ہے میں 2002 سے 2008 تک، 2007 تک ریوینو منسٹر تھا اُس ٹائم بھی ہم لوگوں نے کافی جدوجہد کی کہ ڈیرہ مراد جمالی کے عوام کو مالکانہ حقوق دیے جائیں۔ اُس کے بعد کئی دفعہ کابینہ میٹنگ میں ذکر ہوتے گئے اُدھر سے پاس کرایا یہاں اسمبلی میں بھی اِس کی آواز اُٹھائی گئی۔ مگر ایک دفعہ یہ جو شروع سے یہ 5 ہزار 50 ایکڑ کے MBR-1 نے ٹرانسفر کئے میونسپل کارپوریشن، ڈیرہ مراد کے لیے کہ اِس کو ایک نیا top بنایا جائے مگر ایک لاکھ روپے کے عوض وہ کئی عرصے گزر گئے تو پیسے جمع نہیں ہو سکے اُس کے بعد 1992 میں اِس land کو کمشنر DC کے حوالے کیا گیا مگر اُس نے بھی township وغیرہ نہیں بنایا لوگ قبضہ کرتے رہے encroachment ہوتا رہا ابھی میں آپ کو بتاتا چلوں کہ اِس میں جتنے بھی land ہیں وہ سب کو پتہ ہے encroachments ہوگئے ہیں DC کے اُس کے کمشنر کے مگر جو یہ عوامی نوعیت کا اُس پر، اِس پر عملدرآمد نہیں کر رہے تھے۔ اور اپنے ایک سادہ کاغذ پر غیر قانونی طور پر کے خزانے میں فلاں نے کہا، پیسے جمع کئے 50 ہزار لہٰذا اِس کو کچھ زمین دی جائے۔ مطلب اِس کے کوئی بھی اگر کل اِس کو دیکھا جائے گرفت سے نہیں بچ سکتا۔ مگر جو سرکار نے ایک land lease پالیسی کے تحت لوگوں کو زمین دینا چاہ رہی تھی مگر اُس پر کوئی implement نہیں ہوا۔ جب ہم اُن سے بات کرتے تھے کمشنر سے DC سے بھائی کیوں نہیں کر رہے ہو؟ کہتے ہیں کہ جی ہم NAB ریپ سے ڈرتے ہیں اِسی لئے ہم نہیں کرتے ہم نے وہ کیا ہے۔ ابھی حالیہ دِنوں میں جب میں نے revenue کا charge سنبھالا تو صادق صاحب نے کہا بھائی اِس پر عملدرآمد کریں مَیں نے کہا بالکل اِس پر عملدرآمد ہوگا اُس دن ہماری چیف سیکرٹری سے بھی صادق صاحب تھے میٹنگ ہوئی اُس کے بعد ہم نے direction دی اپنے MBR کو گئے ڈیرہ مراد اور نیب والوں سے بھی بات کی بھائی آپ لوگوں کو کوئی اعتراض ہے؟ یہ تو ساری زمین قبضے ہو کر 5 ہزار 50 ایکڑ پر چلی گئی اِس میں سے ابھی واحد پلاٹ جو بچا ہے اسپیکر صاحب! یہ 160 ایکڑ بچا ہے۔ باقی ساروں پر encroachment وغیرہ ہوگئی ہے تو اُنہوں نے کہا کہ ہم نے اِس کا مشاہدہ کیا ہے۔ پہلے ایک دفعہ ریکارڈ لے گئے تھے ابھی ہمیں اِس پر کوئی اعتراض نہیں۔ پھر اُس کے بعد MBR صاحب گئے تھے اُدھر کمشنر اور ڈپٹی کمشنر سے بات ہوئی، ابھی اِس کے لیے وہ پالیسی بنائی ہے، انشاء اللہ صادق صاحب کو میں یقین دلاتا ہوں کہ کچھ دِنوں میں، جو پہلے rate کا مسئلہ تھا وہ بھی طے کیا اُس سے پہلے rate کا مسئلہ تھا جو کمشنر نے لگایا تھا اُس پر بھی implement نہیں ہوا۔ اُس کے بعد چار، پانچ دفعہ کمیٹیاں بنیں مگر تعطل کا شکار ہوئیں، late ہوا، پندرہ، سترہ سال ہوگئے ابھی ہمارے دور میں کہ ابھی تک اِس پر عملدرآمد رُکا ہوا تھا اور

انشاءاللہ میں یقین دلاتا ہوں صادق صاحب کو اور ڈیرہ مراجمالی کے عوام کو انشاءاللہ جو مالکانہ حقوق ہیں وہ اُنکو مل جائیں گے۔

جناب اسپیکر: Thank you۔Thank you۔آیا قرارداد نمبر 26 منظور کی جائے؟ قرارداد 26 منظور ہوئی۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر **10**۔

محترمہ ہادیہ نواز صاحبہ اپنی قرارداد نمبر 10 پیش کریں۔

محترمہ ہادیہ نواز (پارلیمانی سیکرٹری): میں ہادیہ نواز پارلیمانی سیکرٹری، یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ ہرگاہ کہ ایک طویل جدوجہد کے بعد اراکین بلوچستان صوبائی اسمبلی کو بلیو آفیشل پاسپورٹ کی سہولت فراہم کی گئی ہے جو صرف اِن کے عہدے کی مدت تک جاری کیے جاتے ہیں۔ جبکہ اِن کی فیملی ممبران کو اِس سہولت سے یکسر محروم رکھا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے اراکین بلوچستان صوبائی اسمبلی کو بیرون ملک سفر کے دوران اپنی فیملی ممبرز کو ساتھ لے جانے میں سخت دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ واضح رہے کہ معزز اراکین سینٹ اور قومی اسمبلی اور اُن کے فیملی ممبرز کو تاحیات بلیو آفیشل پاسپورٹ جاری کیے جاتے ہیں۔ لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ اراکینِ بلوچستان صوبائی اسمبلی اور اِن کے فیملی ممبران کو بھی تاحیات بلیو آفیشل پاسپورٹ کے اجرا کے لیے پاسپورٹ مینول میں ضروری ترمیم عمل میں لانے کے لیے عملی اقدامات اُٹھانے کو یقینی بنائے تاکہ اراکینِ بلوچستان صوبائی اسمبلی اور اِن کے فیملی ممبرز کو درپیش دیرینہ مسائل حل ہوسکیں۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 10 پیش ہوئی۔ کیا محرکہ اپنی قرارداد نمبر 10 کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گی۔

پارلیمانی سیکرٹری: جناب اسپیکر! آج کی میری اس قرارداد کا مقصد MPAs کی فیملی کو بلیو پاسپورٹ دیئے جائے کیوں کہ آپ سب کو بخوبی علم ہے کہ اگر کوئی مرد، خواتین MPAs بیرون ملک سفر کرتے ہیں تو اُن کی فیملی کے افراد کو ویزا نہ ملنے کی وجہ سے باہر جانے میں بہت دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے یا باہر نہیں جاسکتے ہیں۔ یہ توجہ طلب مسئلہ ہے۔ مہربانی فرما کر کے اِس مسئلے پر غور کیا جائے۔ اسمبلی سے قرارداد منظور کرکے فوراً مرکز کو اِس بارے میں آگاہ کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب اسپیکر: جی مہربانی۔ جی محترمہ۔

محترمہ راحیلہ حمید خان درانی (وزیر تعلیم): یہ جو قرارداد ہادیہ نواز صاحبہ لائی ہیں یقیناً جناب اسپیکر! It's very very important. کیونکہ When I was Speaker. تو اُس وقت ممبرز کو بلیو پاسپورٹ بھی نہیں ملتا

تھا۔تو ہم نے پھر اُس پر بہت کام کیا۔اور چیزیں positive side پر گئیں اور بلیو پاسپورٹ کا اجرا ہوا۔ بلکہ ہم نے تو یہ بھی کہا کہ تمام Speakers کے لیے red passport ہونا چاہیے کیوں کہ ساری دُنیا میں Speaker کی ایک بہت اہمیت ہے۔اور Speakere کا عہدہ وہ کسی سے بھی کم نہیں ہے۔ یہ ایک آئینی پوزیشن ہے۔ ہادیہ نواز صاحبہ نے جو کہا ہے اُس وقت بھی ہم نے یہ کہا تھا کہ اسکو continue ہونا چاہیے اور آگے بڑھتے رہنا چاہیے اِس پاسپورٹ کو، بلیو پاسپورٹ کو ریٹائرمنٹ کے بعد بھی۔۔۔

جناب اسپیکر: اچھا مَیں Madam! sorry to interrupt you. ظہور بلیدی صاحب! اگر آپ ہمارے آنرایبل تین چار ممبرز کو ساتھ لے کے یہ باہر جو احتجاج ہو رہا ہے اگر آپ اُن کے ساتھ یہ جو آج کچھ discussion ہوئی ہے اُس کے متعلق اگر آپ اُن کے ساتھ مذاکرات کریں اور اُن کو dispose off کریں۔ صادق عمرانی صاحب، سلیم کھوسہ صاحب اور نور محمد دمڑ صاحب آپ کے ساتھ جائیں گے۔ یہ ایوان پھر، گڑ بڑ ہو جائے گی تقریباً کورم کا مسئلہ بن جائے گا پھر۔چلیں ظہور بلیدی صاحب! مَیں اِس ایجنڈے کو ختم کر دیتا ہوں پھر آپ بیشک اُن کے پاس چلے جائیں تقریباً۔جی میڈم پلیز۔

وزیرِ تعلیم: جناب اسپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ یہ ایک ہمارا حق ہے جیسے کہ پارلیمنٹ میں بھی، ابھی صادق سنجرانی صاحب اُٹھ کے چلے گئے ہیں۔لیکن اِنہوں نے بھی جو اپنے دَور میں تمام ممبرز کے لیے اِس طرح کی سہولت فراہم کی تھی۔ اُس سے پہلے صرف اُن سینیٹرز کو ملتا تھا۔اُس کے بعد اُن کی تمام families کو نہ صرف ریٹائرمنٹ تک بلکہ ریٹائرمنٹ کے بعد تک سینیٹرز کو ملتا ہے اِسی طرح نیشنل اسمبلی میں پہلے نہیں تھا۔اور وہ بھی اِسی طرح قرارداد کے بعد اور ہمارے ممبرز کی طرف سے جو ایک قرارداد پیش کی گئی ہے اُس کی وجہ سے یہ سلسلہ چلا۔تو مَیں سمجھتی ہوں کہ This is very important. کیونکہ ممبرز تو ایک، ہمارے ویسے بھی 65 ممبرز ہیں اور تعداد میں بھی بہت زیادہ نہیں ہیں۔اور جس طرح باقی تمام پالیمنٹ اور نیشنل اسمبلی میں ہیں، اِس طرح سے بلوچستان اسمبلی کے اراکین کو بھی یہ سہولت دی جانی چاہیے کیونکہ بعد میں ممبرز تو وہ نہیں ہوتے لیکن اُن کو بہت سے ایسے forums پر invite کیا جاتا ہے جس میں فوری طور پر اُن کو جانا ہوتا ہے۔اور جس کی وجہ سے اُنہیں بڑی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔تو اِس قرارداد کی مَیں بھرپور حمایت کرتی ہوں اور تمام ایوان سے بھی کہتی ہوں کہ اِس کو accept کریں۔

جناب اسپیکر: thank you Madam. اسی پر آپ بولیں گے؟ اچھا! اِس میں مَیں آپ کو تھوڑی سی گزارش کروں آپ کو زرک صاحب! یہ سینٹ اور نیشنل اسمبلی کے اراکین اور اُن کے families کے لیے بلیو پاسپورٹ کا اجرا قانونی ہے۔باقی جو چار، پانچ یا چھ ہماری GB اور AJK کی جو اسمبلیاں ہیں including rest of the four

سب کے لیے صرف ممبرز کے لیے ایک سسٹم رکھا گیا ہے۔تو اگر آپ ،چلیں بولیں، بولیں۔

جناب زرک خان مندوخیل: جناب اسپیکر! یہ جو میڈم نے جو قرارداد لائی ہے آج، اِس کی ہم حمایت کرتے ہیں اور آپ صحیح بول رہے ہیں کہ مگر یہ ہونا چاہیے کہ صوبائی اسمبلی کے جو ممبران ہیں اُن کو پھر تاحیات بلیو پاسپورٹ دیا جائے۔ بیشک اُن کے بچوں کو نہ دیا جائے یا اُن کی مسز کو نہ دیا جائیں۔ تو جو اراکین اسمبلی ہیں اُن کو تاحیات دیا جائے کیونکہ آپ کو پتہ ہے جب ایک دفعہ پاسپورٹ پرویزے لگ جاتا ہے پھر official، وہ change ہوجاتا ہے۔مگر بچوں کو بھی ملنا چاہیے۔ ہمارے دوست کہہ رہے ہیں کہ بچے ضروری ہیں اور بچوں کے بغیر ہم نہیں جاسکتے ہیں۔تو ہم اس کی حمایت کرتے ہیں جناب اسپیکر صاحب۔

جناب اسپیکر: ok, ok please.جی صادق عمرانی صاحب۔

میر محمد صادق عمرانی (وزیر آبپاشی): قرارداد کی حمایت کرتے ہیں۔ جتنے بھی اراکینِ اسمبلی ہیں اُن کو تاحیات پاسپورٹ کا اجراہونا چاہیے۔ اور اسی طریقے سے، پہلے بھی سر! جب وزیر داخلہ رحمٰن ملک صاحب تھے، ہمیں تمام families کو پاسپورٹ جاری کیا تھا۔سب کے پاس تھا۔ابھی بھی ہمارے پرانے پاسپورٹ پڑے ہوئے ہیں۔ یہ قرارداد کی صورت میں آپ وزیر داخلہ کو لکھیں۔پھر وفاقی حکومت کو۔۔۔

جناب اسپیکر: بالکل لکھیں گے۔

وزیر آبپاشی: کہ ممبرز کو تاحیات بلیو پاسپورٹ جاری کیا جائے اور اُن کی families کو بھی۔

جناب اسپیکر: thank you ۔آیا قرارداد نمبر 10 منظور کی جائے؟ قرارداد نمبر 10 منظور ہوئی۔

جناب اسپیکر: **قرارداد نمبر 11۔**

جناب مجید بادینی صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 11 پیش کریں پلیز۔ .This is the last Agenda item آپ پلیز تشریف رکھیں۔مجید بادینی صاحب ذرا quickly۔

جناب عبدالمجید بادینی (پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ): بسم اللہ الرَّحمٰن الرَّحیم۔ جناب اسپیکر! ہرگاہ کہ سردار بہادر خان ویمنز یونیورسٹی (SBK) کوئٹہ میں خواتین کی تعلیم کے فروغ کے لیے ایک اہم ادارہ ہے اور یہ صوبہ بلوچستان میں طالبات کے مستقبل کی تشکیل میں اہم کردار ادا کررہا ہے۔چونکہ ضلع جعفر آباد سے تقریباً 300 طالبات اِس وقت SBK یونیورسٹی کوئٹہ میں داخلہ لے چکی ہیں، جو کہ ضلع کی آبادی میں اعلیٰ تعلیم کے مواقع کی نمایاں طلب کو ظاہر کرتی ہیں۔ چونکہ جعفر آباد جو کوئٹہ سے جغرافیائی لحاظ سے دُور ہے، جس سے بہت سے طالب علموں اور اُن کے خاندانوں کے لیئے لاجسٹک اور مالی مشکلات پیدا ہوتی ہیں اور اس سے ضلع میں بڑے پیمانے پر آبادی کو معیاری تعلیم تک رسائی محدود ہوجاتی

ہے۔اگر SBK یونیورسٹی کی ایک سب کیمپس جعفرآباد میں قائم کی جائے تو اس سے علاقے کی خواتین کو مقامی سطح پر اعلیٰ تعلیم کی رسائی حاصل ہوگی جس سے زیادہ سے زیادہ ان خواتین کو اپنے تعلیمی مقاصد حاصل کرنے کی ترغیب ملے گی۔لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ ضلع جعفرآباد میں SBK یونیورسٹی کا ایک سب کیمپس کے قیام کی بابت فوری طور پر عملی اقدامات اُٹھانے کو یقینی بنائے تاکہ جعفرآباد اور ملحقہ علاقوں کی خواتین کے لیے معیاری تعلیم کے مواقع کو وسعت دی جاسکے۔

جناب اسپیکر: thank you. آیا قرارداد نمبر 11 منظور کی جائے؟ قرارداد نمبر 11 منظور ہوئی۔تشریف رکھیں۔ point آپ دونوں کا آگیا ہے تقریباً almost اب۔جی مجید بادینی صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ: جناب اسپیکر صاحب! کیونکہ ایک تو جو ہمارا نصیرآباد ڈویژن ہے یہ تقریباً۔۔۔

جناب اسپیکر: مجید صاحب! آپ کی قرارداد پاس ہوگئی ہے اور آپ جو کچھ کہنا چاہ رہے ہیں وہ ہاؤس نے accept کرلیا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ٹرانسپورٹ: ہاں وہ تو ہوگئی ہے۔

جناب اسپیکر: بس مہربانی کریں۔جی جی کمیٹی میں آپ کو میں پہلے سے بتادیتا ہوں ظہور بلیدی صاحب آپ، صادق عمرانی صاحب، سلیم کھوسہ صاحب اور نور محمد دمڑ صاحب، یہ چار ہیں۔

جناب اسپیکر: اب میں گورنر بلوچستان کا حکم نامہ پڑھ کرسناتا ہوں۔

ORDER

In exercise of the powers conferred on me by Article 109(b) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973, I Sheikh Jaffar Khan Mandokhail, Governor Balochistan, hereby order that on conclusion of business, the on going Session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogued on Monday, the 28th October, 2024.

جناب اسپیکر: اب اجلاس غیر معینہ مدت تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اجلاس شام 5 بجکر 5 منٹ پر ختم ہوا)

☆☆☆